واعظ الجمعہ
کیا ہمیں رسول اللہ ﷺ
کی سنّت کافی نہیں؟
مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

کیا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سنّت کافی نہیں؟

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

کیا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سنّت کافی نہیں؟!

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

سنّت کا لُغوی واِصطلاحی معنی

برادرانِ اسلام! سنّت کا لُغوی معنی ہے طریقہ، جبکہ اصطلاحِ شریعت میں اس سے مراد وہ دینی طریقہ ہے، جس پر مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ہمیشگی اختیار فرمائی ہو (یعنی اس طریقہ پر اکثر عمل فرمایا ہو) لیکن کبھی کبھار ترک بھی فرما دیا ہو۔ اگر وہ ہمیشگی اختیار فرمانا عبادت کی غرض سے ہو تو اسے "سنّتِ ہُدیٰ" (سُننِ ہُدیٰ) کہتے

ہیں، اور اگر اس طریقہ پر ہمیشہ عمل فرمانا بطورِ عادت ہو، تو اسے "سنّتِ زوائد" (سُنن زوائد) کہتے ہیں[1]۔

سنّتِ ہدیٰ اور سنّتِ زائدہ کا حکمِ شرعی

عزیزانِ محترم! "سنّتِ ہُدیٰ" سے مراد سنّتِ مؤکّدہ، اور "سنّتِ زائدہ" سے مراد "سنّتِ غیر مؤکّدہ" ہے۔ سنّتِ ہُدی پر عمل قریب بہ واجب ہے، اس کا ترک اِساءت (یعنی بُرا) ہے، اور چھوڑنے کی عادت بنانا گناہ ہے، اور اس عادت پر مسلسل قائم رہنا گناہِ کبیرہ ہے[2]۔

جبکہ سنّتِ زائدہ (یعنی سنّتِ غیر مؤکّدہ) پر عمل کرنا محمود اور اچھا ہے، اس کے ترک میں کراہت واِساءت (برائی) نہیں ہوتی، جیسا کہ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور لباس میں حضور نبی کریم ﷺ کے طریقے یا عادتِ مبارکہ کو اپنانا۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ "ردّ المحتار" کے حوالے سے سنّت کی دونوں قسمیں (سنّتِ ہُدیٰ اور سنّتِ زوائد) کا حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "سنّتِ ہُدٰی" (سنّتِ مؤکّدہ، واجب کے قریب ہے، اسے چھوڑنے والا گمراہ ہے،

---

(۱) انظر: "التعريفات" للجُرجاني، باب السين، ر: ۸۰۵، صـ۱۰۳.

(۲) انظر: "الطحطاوي على المراقي" كتاب الطهارة، فصل في سنن الوضوء، صـ٦٤. و"رد المحتار" كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ۱/ ۱۰٤. و"فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب مکروہات الصلاۃ، ۵/۶۵۶۔

لہذا)،اس کے ترک سے اِساءت وکراہت لازم آتی ہے، مثلاً جماعت، اذان اور تکبیر وغیرہ، (جبکہ) سنّتِ زوائد (یعنی سنّتِ غیر مؤکّدہ، یہ دین اور شعائرِ دین کا حصہ نہیں، لہذا) اس کے ترک سے اِساءت وکراہت لازم نہیں آتی، مثلاً سرورِ کونین ﷺ کا لباس پہننا، نفْل ومندوب (مستحب) کا مُعاملہ بھی یہی ہے، اس کے کرنے والے کو ثواب ہوگا، مگر تارِک گنہگار نہیں"[۱]۔

علاوہ ازیں قرآن وحدیث میں جہاں جہاں سنّت پر عمل کی تاکید وترغیب بیان کی گئی ہے، وہاں اُس سے مراد سُنن ہُدیٰ ہے، نہ کہ کھانے پینے، لباس پہننے اور عمامہ شریف باندھنے جیسی سنَنِ زوائد!۔

سنّتِ رسول کی اَہمیت

عزیزانِ گرامی قدر! سنّتِ رسول کی کیا اَہمیت ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے خوب لگا لیجیے، کہ اللہ رب العالمین نے قرآنِ پاک میں متعدّد مقامات پر سنّتِ رسول کی مُحافظت، اور اس پر عمل کی بہت تاکید بیان فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾[۲] "جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو!"۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب مکروہات الصلاۃ، ۶۵۶/۵۔

(۲) پ ۲۸، الحشر: ۷.

اللہ رب العالمین نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا حکم دیتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[1] "بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے!"۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[2] "اے حبیب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ (یعنی میری اتّباع کرو) اللہ تعالی تم سے محبت رکھے گا، اور تمھارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سنّتوں کی اتّباع، ہر مسلمان پر لازم ہے، حضرت سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ»[3] "تم پر میری سنّت، اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت لازم ہے!"۔

---

(١) پ ٢١، الأحزاب: ٢١.

(٢) پ ٣، آل عمران: ٣١.

(٣) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب في لُزوم السنّة، ر: ٤٦٠٧، صـ٦٥١.

سنّت پر عمل کی فضیلت

عزیزانِ مَن! حدیثِ پاک میں سنّت پر عمل کرنے والے کے لیے جنّت کی بِشارت آئی ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللهُ تَعالٰی عَنہا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللهُ تَعالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ تَمَسَّكَ بِالسُّنَّةِ دَخَلَ الجَنَّةَ»[1] "جس نے میری سنّت کو مضبوطی سے تھام لیا، وہ جنّت میں داخل ہوا"۔

فتنہ وفساد اور فِسق وفجور کے غلبہ کے وقت، حضورِ اکرم صَلَّی اللهُ تَعالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کی ایک سنّت پر عمل کرنے والے کے لیے، سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعالٰی عَنہُ سے روایت ہے، سرکارِ اَبد قرار صَلَّی اللهُ تَعالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي، فَلَهُ أَجْرُ مِئَةِ شَهِيدٍ»[2] "جس نے میری امّت میں فساد کے وقت، میری سنّت کو تھامے رکھا، اسے سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملے گا!"۔

حضرت ملّا علی قاری رَحمَۃُ اللهِ تَعالٰی عَلَیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "جس نے فسادِ امّت کے وقت، یعنی بدعت، جہالت اور فِسق وفُجور (گناہوں) کے غلبہ کے وقت، سنّت پر عمل کیا، اسے سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملے گا!"[3]۔

---

(۱) "كنز العمّال" حرف الهمزة، الإكمال، الباب الثاني، ر: ۹۳۱، ۱/ ۱۰۵.

(۲) "مشكاة المصابيح" باب الاعتصام بالكتاب والسنّة، ر: ۱۷٦، ۱/ ۹۷.

(۳) "مرقاة المفاتيح" باب الاعتصام بالكتاب والسنّة، ر: ۱۷٦، ۱/ ۲٦۲.

عزیزانِ گرامی قدر! ایک سنّت پر سو۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملنے کی وجہ، وہ مصائب و مشکلات ہیں، جو فتنہ و فساد کے وقت سنّت پر عمل کرنے اور اسے زندہ کرنے والے کو اٹھانی پڑیں گی، جب لوگ کسی وعظ و نصیحت پر عمل کرنے، اور برائی کو ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے، ایسے وقت میں اپنی جان، مال، عزّت اور آبرُو کی پرواہ کیے بغیر، کسی سنّتِ ہُدیٰ (مؤکّدہ) کو زندہ کرنا، گویا ایسا ہو گا جیسے اِحیائے دِین کے سلسلہ میں کفّار و مشرکین سے جہاد کرنا، یہی وجہ ہے کہ ایسے پُرفتن و پرفساد دَور میں، ایک سنّت پر عمل کرنے والے کو، سو۱۰۰ شہیدوں کے برابر ثواب کی بِشارت دی گئی ہے۔ جہاں تک سُننِ زوائد پر عمل کی بات ہے، ان پر عمل کرنے سے سنّت کا ثواب تو حاصل ہو گا؛ لیکن سو۱۰۰ شہیدوں والی فضیلت سُننِ زوائد کے لیے نہیں۔

میرے محترم بھائیو! سُننِ ہُدیٰ پر عمل کے لیے حضور نبیٔ کریم ﷺ کی مُبارک زندگی کے سیاسی، سماجی اور مُعاشَرتی پہلوؤں پر نظر دَوڑائی جائے، اور اس چیز پر غور و فکر کیا جائے، کہ مصطفیٰ جانِ عالَم ﷺ نے مُعاملاتِ زندگی کو کس طرح انجام دیا، سماجی ناہمواریوں میں غریبوں کے ساتھ آپ کا مبارک طرزِ عمل کیا تھا، بحیثیت حاکِم آپ ﷺ نے مُعاہدوں کی کس طرح پاسداری فرمائی، لَین دَین اور برتاؤ میں آپ ﷺ کتنے کھرے اور وعدے کے پابند تھے؛ کیونکہ یہی وہ سنّتیں ہیں کہ فسادِ اُمّت کے وقت، جن پر عمل کا ثواب سو۱۰۰ شہیدوں کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

یاد رکھیے! اگر ہم نبیٔ کریم ﷺ کی سُننِ ہُدیٰ پر عمل پیرا ہو جائیں، تو آج بھی ایک ایسا صالح مُعاشرہ وجود میں آسکتا ہے، جہاں باہم ادب و احترام، پیار و محبت

اور ایک دوسرے کے لیے جینے مرنے اور قربانی دینے کا تصوّر جنم لیتا ہے، اور وہ مُعاشرہ حقیقی معنی میں امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔

سنّت کو زندہ کرنے کا اجر وثواب

عزیزانِ ملّتِ اسلامیہ! اِلحاد واِرتداد کی فکری یلغار کے باعث، آج ہم میں سے بہت سے لوگ صرف برائے نام مسلمان رہ گئے ہیں، حضور نبئ کریم ﷺ کی سیرت وکردار سے متعلّق، ہماری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں، سرورِ عالَم ﷺ کی سنّتوں میں ہماری عدمِ دلچسپی کے باعث، آج کئی سنّتیں مٹ چکی ہیں، دنیا بھر میں ان سنّتوں پر عمل کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی جارہی ہے۔ اگر ہم اپنے پیارے اور رؤف ورحیم آقا ﷺ کی سنّتوں پر عمل پیرا ہوجائیں، اور آج کے اس گئے گزرے اور پُرفِتن دَور میں ان پر عمل کرنے، اور انہیں زندہ کرنے کی ٹھان لیں، تو حدیثِ پاک میں اس کا بے حد اجر وثواب بیان کیا گیا ہے، حضرت سیّدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبئ مکرّم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الجَنَّةِ»[1] "جس نے میری سنّت زندہ کی، یقیناً اُس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا!"۔

---

(۱) "المعجم الأوسط" باب الياء، من اسمه يعقوب، ر: ۹٤۳۹، ٦/ ٤٧١.

اسی طرح ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: «مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي، فَإِنَّ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً!»(۱) "جس نے میری کوئی ایسی سنّت زندہ کی، جو میرے بعد ترک کر دی گئی ہو، اس پر جتنے لوگ عمل کریں گے ان سب کے ثواب کے برابر، اس سنّت کو زندہ کرنے والے کو ثواب ہوگا، اور ان سب کے اجر وثواب میں بھی کچھ کمی واقع نہیں ہوگی!"۔ یہاں بھی مراد سنّتِ مؤکّدہ ہے۔

سنّت سے بے رغبتی برتنے والے کے لیے وعید

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! آج ہماری اکثریت سنّتِ نبوی سے منہ موڑ کر، فرنگی تہذیب کی دلدادہ دکھائی دیتی ہے، آج ہم مسلمان ہونے کا دعوی تو کرتے ہیں، لیکن بدقسمتی سے ہماری شکل وصورت اور وضع قطع، یہود، نصاری اور ہندوؤں سے میل کھاتی دکھائی دیتی ہے۔

سنّتِ ہُدی (سنّتِ مؤکّدہ) اور سنّتِ زائدہ (سنّتِ غیر مؤکّدہ) کے مابین باہمی فرق معلوم نہ ہونے کے باعث، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ "سب سنّتوں کا حکم ایک سا ہے، اگر عمل کر لیا تو ثواب اور نہ کیا تو گنہگار نہیں ہوں گے"، حالانکہ در حقیقت ایسا نہیں ہے، سنّتِ ہُدی حکم کے اعتبار سے واجب کے قریب ہے، یعنی اسے کبھی کبھار ترک کرنا

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب العلم، ر: ۲٦٧٧، صـ٦٠٧.

اِساءَت (بُرا) ہے، اور چھوڑنے کی عادت بنانا گناہ ہے، اور اس عادت پر مسلسل قائم رہنا گناہ کبیرہ ہے[1]۔ جبکہ سنّتِ زوائد (سنّتِ غیر مؤکَّدہ) کو ترک کرنے میں شرعًا کوئی برائی نہیں، لیکن اگر اس پر عمل کرے تو بہت اچھا ہے، بہتر ہے۔

حدیثِ پاک میں سنّتِ ہُدیٰ سے بے رغبتی برتنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا: «مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي»[2] "جس نے میری سنّت سے بے رغبتی کی، وہ میرا نہیں!"۔

علّامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں لفظ "سنّت" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "سنّت سے مراد طریقہ ہے، اور طریقہ فرض، نفل، اعمال، اور عقائد سب کو شامل ہے"[3]۔

اسی طرح حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اِس حدیثِ پاک کی شرح میں تحریر فرمایا کہ "جو کسی سنّت کو بُرا جانے وہ اسلام سے خارِج ہے، یا جو

---

(١) انظر: "الطحطاوي على المراقي" كتاب الطهارة، فصل في سنن الوضوء، صـ٦٤. و"رد المحتار" كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ١/ ١٠٤. و"فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب مکروہات الصلاۃ، ٥/٦٥٦۔

(٢) "صحيح البخاري" كتاب النكاح، باب ترغيب في النكاح، ر: ٥٠٦٣، صـ٩٠٦.

(٣) "عمدة القاري" كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح، ر: ٥٠٦٣، ٢٠/ ٦٥.

بلاعُذر ترکِ سنّت کا عادی ہو جائے، وہ میرے پرہیزگار امتیوں کی جماعت سے خارِج ہے"[1]۔

اتّباعِ سنّت کا فقدان اور امّتِ مسلمہ کی زبُوں حالی

حضراتِ ذی وقار! فرائض، واجبات اور اتّباعِ سنّت کے فقدان کے باعث، آج ہر طرف فحاشی، عُریانی اور بے حیائی کا طوفان برپا ہے، شراب نوشی وبدکاری جیسی اَخلاق سوز برائیاں اور کبیرہ گناہ، آج ہمارے مُعاشرے اور کردار میں سرایت کرتے جارہے ہیں، رشوت وسود خوری کے ذریعے حُدود اللہ کو پامال کیا جارہا ہے، اَخلاقی اَقدار کا جنازہ نکل چکا ہے، آج ہماری مساجد کی ویرانی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، ہزاروں مسلمانوں پر مشتمل آبادی میں، نماز پڑھنے والوں کی تعداد سو دو سو سے زائد نہیں ہوتی! جبکہ شاپنگ مال، سینما گھروں اور نائٹ کلبز (Nightclubs) میں رَونق کا یہ عالَم ہوتا ہے، کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی!۔

اقوامِ عالَم میں مسلمان مغلوب اور ظلم وستم کا شکار ہیں، ان کے خون کی ندیاں بہائی جارہی ہیں، ان پر دہشتگردی اور انتہاء پسندی کے بے بنیاد اِلزام عائد کیے جارہے ہیں، ہمارے پیارے آقا ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی جارہی ہیں، ان کے توہین آمیز خاکے بنائے جارہے ہیں۔

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" قرآن وسنّت مضبوطی سے پکڑنے کا باب، زیرِ حدیث: ۱۴۵، ۱/۱۳۵۔

دوسری طرف ہماری بے حسی اور غیرت ایمانی کا یہ عالَم ہے، کہ سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھ کر بھی خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، حرمتِ رسول پر جان قربان کرنے، اور گستاخِ رسول کی سزا کے بارے میں شرعی حکم بیان کرنے کے بجائے، ہمیں کھانے پینے اور سونے جاگنے جیسی سننِ زوائد (سنّتِ غیر مؤکّدہ) سیکھنے سکھانے ہی سے فرصت نہیں !!۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم آج تک امتِ مسلمہ کو یہ نہیں بتا سکے، کہ قرآن وحدیث میں جہاں جہاں سنّت کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے، وہاں اس سے مراد کھانے پینے، اٹھنے بیٹھے، سونے جاگنے، لباس اور عمامہ شریف جیسی "سُننِ زوائد" مراد نہیں، بلکہ وہاں وہ دینی تعلیمات اور اَحکام مراد ہیں جو "سُننِ ہُدیٰ" کے زُمرے میں آتے ہیں، اور ان کا حکم واجب کے قریب ہے !!۔

ہماری ترجیحات کا سارا زور بالآخر سننِ زوائد ہی پر کیوں؟

عزیزانِ محترم! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ دعوت وتبلیغ سے وابستہ آج ہمارا دینی طبقہ بھی، سُننِ ہُدی (سننِ مؤکّدہ) کی بنسبت سُننِ زوائد (غیر مؤکّدہ سنّتوں) پر زیادہ کاربند دکھائی دیتا ہے، بعض حضرات اپنے تبلیغی چلّوں میں لوگوں کو فرائض وواجبات کی تعلیم دینے کے بجائے، سالہا سال سے سُننِ زوائد ہی کی تبلیغ وتاکید میں لگے ہیں، ان کے شائع کیے جانے والے تبلیغی رسائل اور کتب بھی زیادہ تر سُننِ زوائد پر عمل کی ترغیب سے متعلّق ہیں۔

برادرانِ ملّت اسلامیہ! کفار و مشرکین کو ہمارے ان اعمالِ صالحہ سے کوئی مسئلہ نہیں، بلکہ وہ تو خوش ہیں کہ ہم اسی میں لگے رہیں؛ تاکہ ہمیں اسلام اور شریعت کے اصلِ مقاصد کے لیے فرصت ہی نہ ملے، اور اسی میں زندگی تمام ہو جائے۔ دشمن کو ہم سے اگر کوئی پریشانی ہے، تو وہ اس پر ہے کہ ہم جہاد کی بات کریں، ہم نظامِ مصطفی کے قیام کی بات کریں، ہم مُعاشرے میں بڑھتے ہوئے کفر، اِلحاد (Atheism)، لبرل ازم (Liberalism) اور دیگر برائیوں کو روکنے کی بات کریں۔

سُننِ ہُدی جن پر عمل کی حضور نبئ کریم ﷺ نے خاص طور پر تاکید کی، ترغیب دلائی، ترک پر وعیدیں بیان فرمائیں، انہیں یکسر نظر انداز کرنا، یا انہیں ثانوی حیثیت دینا، شرعًا کسی طور پر درست نہیں! کیا وارثانِ انبیاء ہو کر علمائے کرام اور دینی مبلّغین کو ایسا کرنا زیب دیتا ہے؟! کیا ہمارے اس عمل سے مصطفی کریم ﷺ کو اَذیت نہیں ہوتی ہوگی؟!۔

میرے محترم بھائیو! سنّت سے مراد کیا ہے؟ آج ہمیں اس بات کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ سُنن ہُدی سے مراد صرف نمازوں کی سُننِ مؤکّدہ ہی نہیں، بلکہ پنجگانہ نمازوں سمیت دیگر تمام فرائض، واجبات اور ضروریاتِ دین بھی سُنن ہُدی میں سے ہیں۔ مثال کے طور پر اِلحاد واِرتداد کی روک تھام کے لیے کوشش کرنا، مُنافقت نما مصلحت سے بالاتر ہو کر مثبت انداز میں حق بیان کرنا، جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل واَحکام بیان کرتے رہنا، ملّت کے جوانوں میں نئی تازہ رُوح پھُونکتے رہنا۔ تحفظِ ناموس رسالت پر کماحقُّہ پہرہ دینا، صحابہ واہلِ بیت کرام کی عزّت و حرمت کی

حفاظت کرنا۔ نبیٔ کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے میں، قانونی طور پر اپنا اپنا بھرپور کردار ادا کرنا۔ مکہ مکرّمہ، مدینہ منوّرہ اور بیت المقدِس کے تقدّس و حفاظت کا اہتمام کرنا۔ مسلمانوں کے دینی شعائر اور مقدّسات مثلاً کوہِ صفاء و مَروہ، عَرفہ و مُزدَلفہ اور جمیع مساجد وغیرہا کی حفاظت کرنا، ارکانِ اسلام یعنی نماز، روزہ، زکات، حج وغیرہ کا بھرپور اہتمام کرنا، نمازِ عیدَین، عیدالاَضحی کی قربانی، نماز باجماعت کا مسجد میں اہتمام کرنا، نیز لوگوں سے مُعاملات میں بالکل کھرا اور سچا اُترنا بھی، اہم ترین سُنَنِ ہُدیٰ میں سے ہے۔

جبکہ آج ہمارے مُعاملات کا حال یہ ہے کہ سچائی ہمارے اندر نہیں، بات بات پر ہم لوگوں سے جھوٹ بولتے ہیں، لَین دَین میں کھرے نہیں، لوگوں کا پیسہ لے کر واپس نہیں کرتے، امانت میں خیانت کرتے ہیں، ناپ تول میں کمی اور سودے میں ملاوَٹ کرتے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں سے لڑنے جھگڑنے اور مرنے مارنے پر تُل جاتے ہیں، سفر میں ہوں تو کسی کے لیے سیٹ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، دوسروں کی تکلیف کا احساس نہیں کرتے، گاڑی چلا رہے ہوں تو کسی کو راستہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے، بے حسی کا یہ عالَم ہے کہ کسی کے نقصان سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، اور جہاں اپنا مفاد ہو تو حلال وحرام کی تمیز بھی نہیں رہتی!! ہمیں اپنی ان خامیوں کو تاہیوں کو دُور کرنا ہوگا؛ کیونکہ در حقیقت یہی وہ سنَنِ ہُدیٰ ہیں جن پر ہم عمل پیرا نہیں ہیں!۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! سنّت سے مراد صرف یہی نہیں، کہ وہ کام نبیٔ کریم ﷺ نے بھی عملی طور پر کیا ہو، بلکہ جس چیز کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا، یا خاموش رہ کر اس پر رضامندی کا اظہار کیا، وہ سب کام بھی سنّت ہیں۔ آج ہم کھانے پینے اور لباس وغیرہ کی ظاہری سنّتیں تو بڑے شوق سے بیان کرتے ہیں، مگر افسوس کہ نسلِ نَو کو کفر وارتداد اور اِلحادی سازشوں اور ہتھکنڈوں سے آگاہ نہیں کرتے!!۔

آج ہم لوگوں کو یہ تو بتاتے ہیں کہ اسلام ایک پُرامن دِین ہے، لیکن جہاد کے فضائل بیان نہیں کرتے، اللہ رب العزّت نے جہاد کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے، آج ہم وہ آیاتِ قرآنیہ تک لوگوں کے سامنے بیان کرتے ڈرتے ہیں، نام نہاد مصلحت اور خوف کا شکار ہو جاتے ہیں؛ کہ کہیں حکومت کی طرف سے ہم پر پابندی عائد نہ کر دی جائے، کہیں ہمیں گرفتار نہ کر لیا جائے، ہماری دعوت وتبلیغ کا سلسلہ کہیں مَوقوف نہ ہو جائے! کہیں ہم پر دہشتگردی کا الزام نہ لگ جائے!۔

آج ہماری دینی غیرت وحمیّت کی پستی کا یہ عالَم ہو چکا، کہ نبیٔ رحمت ﷺ کے گستاخانہ خاکوں کی صورت میں ہونے والی توہینِ رسالت، توہینِ صحابہ اور اس پر حکومتی بےحسی کے خلاف، صدائے احتجاج تک بلند کرنے سے ہم ڈرتے ہیں!۔

میرے محترم بھائیو! ہمارے زمانے میں دینی طبقے، اور قائدین (Leaders) کی شخصیت پرستی اور خود نمائی کا حال یہ ہو چکا، کہ ہر ایک اپنی ذات کو پرموٹ (Promote) کرنے کے چکر میں لگا ہوا ہے، اللہ ورسول کے بجائے اپنے نعرے

لگوائے جارہے ہیں، سب نے اپنا اپنا جھنڈا اونچا کر رکھا ہے، اپنے اپنے مفادات کے پیشِ نظر مخصوص مشن (Mission) اور اہداف (Goals) مقرر کرر کھے ہیں!!

انتہائی غور طلب بات ہے کہ یہ سب دینی ادارے، انجمنیں، آرگنائزیشنز (Organizations) تنظیمیں، دینی مدارس اور خانقاہوں کا اصل مقصد تو یہ تھا، کہ دین کے کام کو آگے بڑھایا جائے، لیکن اس کے برعکس عملی مظاہرہ وحقائق یہ ہیں، کہ ہمارے ذاتی نام اور کام تو بڑی تیزی سے آگے بڑھے جارہے ہیں، مگر اصل دینی اسلامی ترجیحات پیچھے رہ گئی ہیں، مدرسوں کے مہتمم، خانقاہوں کے گدی نشین، تنظیموں کے قائدین وذمہ داران، دن بدن مالدار سے مالدار ترین ہوئے جارہے ہیں، ان کا طرزِ زندگی بہتر سے بہترین ہوا جاتا ہے، ان کے بینک بیلنس (Bank Balance) میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے، ان کی کوٹھیاں اور بنگلے مسلسل تعمیر ہو رہے ہیں، لیکن ہمارے مدارس اور فعّال ادارے ویران ہورہے ہیں!!۔

آج ہماری تبلیغی جماعتوں اور تنظیموں میں جہالت اور بے عملی کا راج ہے، انہیں سُنن ہُدیٰ اور سنن زوائد میں باہمی فرق تک معلوم نہیں، ہمارے پیر صاحبان کی خوشامد پسندی کا یہ عالَم ہے، کہ سامنے بیٹھ کر لوگوں کے منہ سے اپنی تعریف سننا انہیں بہت اچھا لگتا ہے، اگر کوئی اعتراض کرے تو کہتے ہیں کہ "ہم نے انہیں تعریف کرنے کو کب کہا ہے؟ یہ ہمارے کہنے پر نہیں بلکہ اپنی مرضی سے کر رہے ہیں"، سوال یہ ہے کہ آپ نے انہیں ایسا کرنے سے روکا کیوں نہیں؟ آپ کے قصیدے پڑھنے والے خوشامدی چاپلوس لوگ آپ کے مرید اور عقیدتمند ہیں، اگر آپ انہیں

اپنی خوشامد سے روکتے تو وہ یقینًا رک جاتے، لیکن روکے کون؟ آہ! نفس آڑے آجاتا ہے؛ کیونکہ اپنی واہ واہ سب کو اچھی لگتی ہے!۔

میرے محترم بھائیو! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کی منہ پر تعریف وتوصیف بیان کرنا عبادت ہے، ان کے علاوہ کسی اَور کو یہ حق حاصل نہیں، لیکن آج یہ وبا اتنی عام ہوچکی ہے کہ ہمارے دینی قائدین، سیاستدان، پیر صاحبان اور مقررین حضرات، نوٹ خور حضرات، سب اپنی خوشامد سُن اور دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں، اور خوشامد کرنے والوں کو اپنا خاص قُرب بخشتے ہیں، انہیں اِعزاز واِکرام اور مختلف عُہدوں سے نوازتے ہیں، ان کے گریڈ (Grade) میں اضافہ کرتے ہیں!۔

یاد رکھیے! ایسا کرنا تکبّر کی علامت ہے، مصطفی جانِ عالَم ﷺ نے اس چیز کو سخت ناپسند فرمایاہے، حضرت سیّدنا ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان کے سامنے ان کی خوشامد وچاپلوسی کرنے لگا، تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی لے کر اس کے چہرے پر ڈال دی اور فرمایا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا: «أَنْ نَحْثِيَ فِي وُجُوهِ الْمُدَّاحِينَ التُّرَابَ»[1] کہ "خوشامدی اور چاپلوس کے چہروں پر مٹی ڈال دو!"۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الزهد والرقائق، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط، وخيف منه فتنة على الممدوح، ر: ٧٥٠٥، صـ١٢٩٦.

اسی طرح ایک مقام پر حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «لَيْسَ مِنْ خُلُقِ المُؤْمِنِ التَّمَلُّقُ»[1] "مسلمان خوشامد پسند نہیں ہوتا"۔

لہذا آج ہمیں خوب غور وفکر سے کام لینا ہے، کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟! اور کونسی شریعت پر عمل پیرا ہیں؟! یہ خوشامدی اور چاپلوس لوگ، پوری امّت کے لیے انتہائی مُضر اور فسادی ہیں، جو ہمیشہ سے اَقوامِ عالَم کو اپنے ذاتی مفادات کی دیمک سے چاٹ چاٹ کر برباد کرتے رہے ہیں! لہذا ایسے بدبختوں سے جان چھڑانا وقت کی اشدّ ضرورت ہے، لازم ہے، فرض ہے!!۔

اسی طرح مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جشنِ ولادت کو جواز بنا کر، مسلمانوں کا بڑے پیمانے پر آج اپنے جشن منانا، یا کسی گدی نشین اور پیر صاحب کا اپنے جشن کی بدعت اپنانا کیا مناسب امر ہے؟! ہم نبئ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی متروک (مٹی ہوئی) سنّتوں کو زندہ کرنے کے بجائے، اپنے اپنے پیروں کی سنّتوں (طریقوں) پر عمل کی بدعت کیوں رائج کر رہے ہیں؟! کیا ہمارے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنّت کافی نہیں؟! آج ہم ایسے کاموں میں کیوں پڑ گئے، جسے آنے والی نسلیں حجت بنا کر غُلو اور گمراہی کا شکار ہو جائیں؟!۔

---

(١) "شعب الإيمان" حفظ اللسان، ر: ٤٥٢٢، ٦/ ٤٩٥.

یاد رکھیے! کسی کام کو شروع کرنے کے لیے اتنا کافی نہیں، کہ کہیں اس کی مُمانعت نہ ہو، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ "سدِّ ذرائع" کے اصول کو بھی پیشِ نظر رکھنا ہوگا! سدِّذرائع سے مراد ایسا عمل ہے جو فی نفسہ تو درست ہو، مگر اپنے انجام کے اعتبار سے وہ کام، مستقبل میں کسی فتنہ، فساد اور بگاڑ کا سبب بن سکتا ہو، لہذا ایسے عمل کی روک تھام کے لیے اُسے ممنوع قرار دینا "سدِّ ذرائع" کہلاتا ہے[1]، اور یہ رسول اللہ ﷺ کی سنّت ہے۔

حضرت سیِّدنا عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں، کہ مجھ سے (کعبۃ اللہ شریف) کے بارے میں مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «يَاعَائِشَةُ! لَوْلاَ قَوْمُكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ، لَنَقَضْتُ الكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ: بَابٌ يَدْخُلُ النَّاسُ، وَبَابٌ يَخْرُجُونَ»[2] "اے عائشہ! اگر تمھاری قوم ابھی نئی نئی کفر سے اسلام کی طرف نہ آئی ہوتی (یعنی دَورِ جاہلیت (زمانۂ کفر) کے قریب نہ ہوتی، اور اُن کے بدظن ہوکر دوبارہ کفر کی طرف لَوٹ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا) تو میں کعبۃ اللہ کو مہندِم کرکے اسے از سرِ نَو تعمیر کراتا، اور اس کے دو ۲ دروازے بنا دیتا، ایک دروزے سے لوگ داخل ہوتے، اور دوسرے دروازے سے باہر نکلتے!"۔

---

(١) انظر: "الوجيز في أصول الفقه" لعبد الكريم زيدان، صـ٣١٠ ملخصاً.

(٢) انظر: "صحيح البخاري" كتاب العلم، ر: ١٢٦، صـ٢٧.

میرے محترم بھائیو! ذرا غور فرمائیے! نبئ کریم ﷺ تو خود صاحبِ شریعت ہیں، اس کے باوجود لوگوں کو ممکنہ فساد سے بچانے کے لیے، بیت اللہ میں دو ۲ دروازے بنانے کا ارادہ ترک فرمادیا! لہذا ہمیں چاہیے کہ ذرا ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچیں، اور اس طرح کی بدعات کے سبب، مستقبل میں پیدا ہونے والی خرابیوں اور فسادات کے آگے ابھی سے بند باندھ لیں! اللہ کریم ہمیں حق سننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!۔

بدعت کے مقابلے میں سنّت کو اختیار کیجیے

عزیزانِ مَن! یقیناً شریعتِ اسلامیہ کے مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، اچھی چیز کی اِیجاد اللہ تعالی کی رضا کی غرض سے ہو تو محمود ومطلوب ہے، بشرطیکہ اس کے سبب فرض، واجب یا سنّت زائل نہ ہوں، لیکن اگر کسی بدعت کے باعث کسی واجب یا سنّت کا ترک لازم آئے، یا اس کے سبب کوئی واجب یا سنّت مٹتی ہو، تو وہ "بدعتِ سیّئہ" (بُرا کام) ہے، اور اگر اس بدعتِ سیّئہ کے اِرتکاب سے واجب کا ترک لازم آئے، تو وہ بدعت حرام ہے۔ مثال کے طور پر اہلِ سنّت وجماعت کے سِوا، دیگر عقائد ونظریات اور باطل فِرقوں کی اِیجادات[1] وغیرہ۔

---

(١) "الفتح المبين لشرح الأربعين" تحت الحديث ٥ و٢٨، صـ١٠٦، ١٠٧ وصـ٢٢٢. و "جاء الحق" بدعت کے معنی اور اس کی اَقسام، صـ۱۸۱-۱۸۳۔

اگر بدعتِ سیّئہ کے ارتکاب سے صرف سنّت کا ترک لازم آئے، تو ایسی بدعتِ سیّئہ مکروہ ہے، جیسے بے ضرورت ہوٹلنگ (Hoteling)، رات دیر تک جاگ کر انٹرنیٹ پر فلمیں ڈرامے وغیرہ دیکھنا وہ بدعاتِ سیّئہ ہیں، جن کے باعث خرچ میں میانہ روی، اور رات دیر تک جاگ کر، عبادت وریاضت کی سنّتوں کا ترک لازم آتا ہے۔

عزیزانِ گرامی قدر! بدعتِ سیّئہ کا ارتکاب سنّت کے مٹنے کا باعث ہے، اس لیے ہمیں نئی نئی باتوں اور نت نئے رَواج کے مقابلے میں سنّتِ رسول کو اختیار کرنا ہے، کہ یہی ہمارے حق میں سب سے بہتر ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ؛ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ»[1] "جب کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے، تو (اس بدعت کے باعث) اس کے مثل سنّت اُٹھ جاتی ہے؛ لہٰذا سنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، بدعت ایجاد کرنے سے بہت بہتر اور ضروری ہے!"۔

جن بُری بدعتوں کے باعث سنتیں مٹ جائیں، وہ انتہائی مذموم اور گناہوں میں اضافے کا باعث ہیں، حضرت سیّدنا جریر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ سَنّ في الإسلامِ سنّةً سيّئةً، كان عليه وِزرُها ووِزرُ مَنْ عمِل بها مِن بعدِه، مِن غيرِ أنْ ينقُصَ مِن

(١) "مسند الإمام أحمد" حديث غُضَيف بن الحارث، ر: ١٦٩٦٧، ٦/ ٤٠، ٤١.

أوزارِهم شيءٌ!»[1] "جواسلام میں کوئی بُرا طریقہ جاری کرے، اس پر اپنا بھی گناہ ہے، اور اُن تمام لوگوں کا بھی گناہ ہے جو بعد میں اس پر عمل کرتے رہیں گے، اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی!"۔

میرے محترم بھائیو! ایسے نئے نئے طریقوں اور رَواج سے بچنا، ہر مسلمان پر لازم ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ نبئ کریم ﷺ کی سنّت کی پیروی کرے، اور کسی بُری بدعت کے باعث جو سنّتیں مٹ گئی ہوں، یا مٹ رہی ہوں، ان کے اِحیاء (زندہ کرنے) میں اپنا کردار ادا کرے!!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں سنّتِ مصطفی کا پابند بنا، ہمیں سُنَنِ ہُدیٰ اور سُنَنِ زوائد دونوں پر عمل کی توفیق عطا فرما، ہمیں بدعتوں سے بچنے اور متروک سنّتوں کو زندہ کرنے کا جذبہ عطا فرما، اے اللہ ہمیں ہمت دے، توفیق دے، جذبہ دے کہ ہم حضور صاحبِ شریعت ﷺ کی سنّتِ کریمہ سے ہٹ کر، ہر نئے انداز اور نئے طریقے کو رَد کردیں، اسے چھوڑ کر شاہِ مدینہ، ماہِ نُبوّت ﷺ کی سنّت کے مطابق زندگی بسر کرنے، اور مقاصدِ شریعت کو سمجھنے کی توفیق دے!۔

اے اللہ ہمارے دِین دار طبقے کو توفیق دے، کہ وہ لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے، انہیں اپنی ذات کے گرد گھمانے کے بجائے، آقائے نامدار، تاجدارِ ختمِ نبوّت

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الزكاة، ر: ٢٣٥١، صـ٤١٠، ٤١١.

ﷺ اور ان کی سنّت کا گرویدہ بنانے میں لگ جائیں، حضور ﷺ کی دُکھیاری اُمّت کو اپنا اور اپنے اُصولوں کا پابند بنانے کے بجائے، ہمیں توفیق دے کہ ہم لوگوں کو شریعت وسنّت کا پابند بنانے میں، اپنی بھرپور توانائیاں صرف کریں!۔

اے اللہ ہماری قوم کے بڑوں کو ہدایت دے، ان کی اِصلاح فرما، ان سے راضی ہوجا، ان سب کو اور ہمیں بھی شریعت وسنّت کا پابند بنا، ہم سب کو خود پسندی اور خود فریبی کے شیطانی جال سے نَجات عطا فرما!۔

اے اللہ ہمیں رمضان المبارک کی طرح سارا سال عبادت وریاضت کا اہتمام کرنے کی توفیق مرحمت فرما!۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطافرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتّحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل وکنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتّحاد واتّفاق اور محبت والفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بےکس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، کفّار کے ظلم وبربریت کے شکار ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.